BOOK POST
Printed Matter

207
Alhaj Mohamed Ismail Zartargar
House No. 20-4-521,
Mohalla Khilwat, Hyderabad.

حق کا داعی، جامعہ محمدیہ کا ترجمان
پندرہ روزہ

صوت الحق

منصورہ
مالیگاؤں
ناسک

مجلس ادارت
مختار احمد ندوی
شمس پیرزادہ
عبدالوہاب (مدیر)

شیطان کی کھیتی

جب انسان حقیقت ایمان واسلام اور فرمانبرداری الٰہی سے بے پرواہ اور جدا ہو کر ادھر ادھر ٹامک ٹوئیاں مارتا اور خواہش نفس و شیطان کے آگے آگے ہو لیتا ہے تو اس کے نزدیک سب سے بڑا سہارا اپنے خاندان اور قبیلہ کی عصبیت میں پناہ لینا، اپنے بزرگوں کی بڑائی اور کبریائی کا اظہار کرنا اور اپنے اعمال ناشائستہ کو شائستہ کرنے کے لیے شرعی جواز کی صورتیں کسی نہ کسی طرح پیدا کرنا ہوتا ہے۔ ایسے شخص کے سامنے جب کبھی خدا اور رسول کے احکام پیش کیے جاتے ہیں تو وہ کبھی اپنے دادا یا پردادا کا نام لیتا، کبھی اپنے دادا استاد اور بڑے مولوی صاحب مرحوم کا حوالہ دیتا، کبھی آیات و احادیث کے الفاظ کا مفہوم اپنے حسب منشا متعین کرتا، کبھی اپنی مانند گزشتہ گمراہ شدہ لوگوں کو اپنا بزرگ و مقتدا گردان کر ان کی پیروی و تقلید کو طرۂ امتیاز بتاتا۔ اور کبھی کسی بزرگ کا کوئی بلا دلیل قول پیش کرکے قرآن و حدیث اور فہم و خرد سے بے بہرہ ہو کر صاف صاف بغاوت اختیار کر لیتا ہے کہ ہمارے بزرگ تم سے زیادہ شریعت سے واقف اور تم سے زیادہ قرآن و حدیث کے عالم تھے۔ ایک مرتبہ اسی قسم کے ایک شخص سے میری گفتگو بعض شرکیہ و بدعیہ مراسم کے متعلق ہوئی۔ جب وہ ہر طرح لاجواب و مجبور ہو گیا، تو اس نے آخر میں یا سب سے بڑی دلیل پیش کی کہ ہمارے بزرگ شریعت سے واقف نہ تھے اور وہ ان مراسم کو بجا لاتے تھے۔ میں نے کہا کہ اپنے پوتوں اور پڑپوتوں کے لیے تم بھی ایسے ہی بزرگ قرار پاؤ گے۔ جیسے آج اپنے دادا اور پردادا کو تم اپنا قابل اقتدا بزرگ قرار دے رہے ہو۔ حالانکہ اس وقت تمہارا ناچنا غلط اور جہالت ثابت شدہ ہے۔ پس پھر اس کو دلیل کیا جائے۔ جس طرح تمہارے پاس کوئی معقول دلیل نہیں ہے۔ اسی طرح تمہارے باپ دادا کے پاس بھی ان بدعات کی کوئی دلیل نہیں تھی۔

درحقیقت ایسے ہی لوگ شیطان کی کھیتی بلکہ اس کی ذریت اور اعوان و اخوان ہوتے ہیں اس کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ نے قرآن مجید میں ایسے لوگوں کا بار بار ذکر کیا کہ ہر ایک نبی کو اسی قسم کے دشمنوں اور منکروں سے واسطہ پڑا ہے۔ باپ دادا کا نام لے کر اور اپنے بڑوں کی راہ و روش پر قائم رہنے کو ضروری قرار دے کر انبیاء علیہم السلام کی مخالفت کرنا۔ صراط مستقیم کی طرف آنے سے متنفر ہونا، اور دین حق سے لوگوں کو روکنا نسل انسانی کی پرانی سنت اور شیطان لعین کا نہایت کارگر حربہ ہے۔ جب ایسے لوگوں کی کثرت ہو تو جاہ پسند زر پرست اور رشوت و پیری مریدی کا گروہ کیوں نہ اقتدار حاصل کرے اور کیوں مذکورہ دنیادار لوگوں کی رہنمائی و پیشوائی کا فخر حاصل نہ کرے۔

(اکبر شاہ خاں نجیب آبادی)

۲۰ اگست ۱۹۸۱ء ـــــ پہلی جلد ـــــ شمارہ ۱۴
ـــــ بدل اشتراک سالانہ ـــــ
ہندوستان اور بنگلہ دیش سے بارہ روپے ـــــ دیگر ممالک سے دس ڈالر یا اس کے مساوی ہندوستانی سکے۔
قیمت فی پرچہ ۵۰ پیسے ـــــ مطبوعہ اردو پرنٹرس بمبئی ۸

دعوۃ القرآن

شمس پیرزادہ

اللہ نے اس بات کی شہادت دی کہ اس کے سوا کوئی اِلٰہ (خدا) نہیں اور فرشتے اور اہل علم بھی اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ عدل و انصاف کے ساتھ تدبیر و انتظام کرنے والی اس ہستی کے سوا کوئی اِلٰہ نہیں وہ غالب اور حکیم ہے اللہ کے نزدیک اصل دین صرف اسلام ہے اور اہل کتاب نے جو اختلاف کیا وہ علم آجانے کے بعد محض باہمی عناد کی وجہ سے کیا اور جو کوئی اللہ کے احکام کا انکار کرے گا تو (اسے معلوم ہونا چاہیے کہ) اللہ بہت جلد حساب چکانے والا ہے۔ (سورۂ آل عمران آیت ۱۸ و ۱۹)

تشریح

اللہ تعالیٰ نے اپنی وحدانیت اور اپنے قائم بالقسط ہونے پر اپنی اور اپنے فرشتوں کی اور اہل علم کی شہادت پیش کی ہے۔ اللہ کی شہادت کا اظہار تو کائنات کی ہر چیز سے ہو رہا ہے کوئی چیز ایسی نہیں جو اس کی وحدانیت پر دلالت نہ کرتی ہو، اور جو توازن اس کائنات کے نظام کے اندر پایا جاتا ہے وہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اس کا خالق عدل و قسط کی صفت سے متصف ہے۔ توحید انسان کے وجدان کی پکار ہے۔ یعنی اللہ کی شہادت ہے جو انسان کے باطن کے اندر ودیعت ہوئی ہے اللہ کی شہادت کا اظہار وحی کے ذریعہ بھی ہوا ہے۔ قرآن اس کا بیّن ثبوت ہے۔

فرشتوں کی شہادت امر واقعہ کا اظہار ہے۔ فرشتے اللہ کے احکام کو کائنات میں نافذ کرتے ہیں۔ اور پیغمبروں پر وحی لے کر آتے ہیں اس لیے ان کی شہادت اظہار حقیقت ہے۔ مشرکین ان کو خدائی میں شریک ٹھہراتے ہیں۔ لیکن وہ خود شرک کی نفی کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے الٰہ واحد ہونے کی گواہی دیتے ہیں۔ ان کا نزول جب کبھی انبیاء پر ہوا ہے وہ اللہ کی طرف سے توحید ہی کا پیغام لے کر آئے ہیں۔

اہل علم کی شہادت سے مراد ان لوگوں کی شہادت ہے جو خدا اور کائنات کے بارے میں علم حقیقی سے بہرہ مند ہیں۔ یہ علم انبیاء کے ذریعہ انسانوں کو ملا ہے اور اہل علم کا یہ حقیقت شناس گروہ ہر زمانہ میں شہادت دیتا رہا ہے کہ سبحانہ ذات واحد عبادت کے لائق۔ زبان اور دل کی شہادت سے لائق۔

اور یہ شہادت اس نے عظیم الشان قربانیاں دے کر قائم کی ہے تواضع کلام سے اہل علم کی عظمت کا پہلو بھی واضح ہو رہا ہے کیونکہ اہل علم کا ذکر فرشتوں کے ساتھ کیا گیا ہے۔

متن میں لفظ "الدین" استعمال ہوا ہے۔ جس سے مراد اصل اور حقیقی دین ہے۔ یعنی وہ دین جو اللہ تعالیٰ کا نازل کردہ ہے۔ علم سے مراد علم حق ہے جو خاص طور سے وحی کی بنیاد پر حاصل ہوتا ہے۔

کے بعد کسی اختلاف کے لیے گنجائش باقی نہیں رہتی۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کی ہدایت اور رہنمائی کے لیے جو دین نازل فرمایا وہ اسلام ہے یہی دین اللہ کا دین ہے۔ اور تمام انبیاء پر وہ اسی دین کو نازل فرماتا رہا ہے۔ اس نے کبھی کسی ملک اور کسی زمانہ میں کسی نبی یا رسول پر اسلام کے سوا کوئی اور دین نازل نہیں فرمایا۔ لیکن پیغمبروں کی امتوں نے اس اصل دین میں اختلاف کر کے الگ الگ مذہب ایجاد کر لیے۔ یہودیت اور نصرانیت اسی قبیل سے ہیں۔ ان امتوں نے یہ اختلاف اس بنا پر نہیں کیا تھا کہ انہیں دین حق کا علم نہیں تھا۔ بلکہ حق کے واضح ہو جانے کے باوجود انہوں نے محض نفسانیت، باہمی عناد اور جتھہ بندی و ذہنیت کی بنا پر ایسا کیا۔ لیکن اللہ چونکہ عدل و قسط کو قائم کرنے والا ہے اس لیے اس نے اسلام کو از سر نو نازل فرمایا ہے تاکہ لوگوں پر راہ حق واضح ہو اس کے بعد بھی اگر لوگوں نے کفر کی روش اختیار کی اور اللہ کی ان صریح آیتوں کو نہیں مانا تو اللہ ان کا حساب بہت جلد چکائے گا۔

جواہر الحدیث

شمس پیرزادہ

اقتدار نااہلوں کے سپرد کرنا

حدیث

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب امانت ضائع کر دی جانے لگے تو قیامت کا انتظار کرو۔ سائل نے پوچھا امانت کس طرح ضائع کر دی جائے گی۔ فرمایا جب معاملات حکومت نااہلوں کے سپرد کر دیئے جانے لگیں تو پھر قیامت کا انتظار کرو۔

(بخاری کتاب العلم)

تشریح

اس حدیث میں زبردست انتباہ ہے۔ ان لوگوں کے لیے جو اقتدار کو نااہلوں کے سپرد کرتے ہیں اس بات کو بہت معمولی خیال کیا جاتا ہے۔ حالانکہ یہ عام بگاڑ اور فساد فی الارض کا بہت بڑا سبب ہے۔ نااہلوں کے ہاتھ میں جب حکومت کی باگ ڈور آجاتی ہے تو وہ فاسد افکار کو پھیلانے، برائی اور بے حیائی کی باتوں کو عام کرنے، حرام کا مال کھانے اور کھلانے، کرپشن کے حربے اپنانے اور قوم کو اس کا حریص بنانے، ظلم و زیادتی کرنے اور لوگوں میں اخلاقی و عملی بگاڑ پیدا کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتے بلکہ ان کی قیادت میں ہر قسم کی برائیاں پروان چڑھتی ہیں اور منکرات کو فروغ حاصل ہوتا ہے اس کے بعد عوام کی اصلاح ایک بہت بڑا مشکل مسئلہ بن جاتا ہے۔

نااہلوں سے مراد غیر ذمہ دار لوگ ہیں یعنی وہ لوگ جو اقتدار کو خدا کی سپرد کردہ امانت نہیں سمجھتے اور اس سے بے خوف ہو کر اس امانت کا غلط اور ناجائز استعمال کرتے ہیں۔ حدیث میں اقتدار کو امانت سے تعبیر کیا ہے کیونکہ یہ ایک بھاری ذمہ داری ہے جو اس کے سپرد ہوتی ہے اور جس کے بارے میں خدا کے حضور جوابدہی کرنا ہے۔ یہ طرز تعبیر قرآن میں بھی موجود ہے

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا (اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتوں کو اہل امانت کے سپرد کرو۔)

(سورہ نساء آیت ۵۸)

قیامت اس وقت آئے گی جبکہ انسانی سماج بگاڑ کے لحاظ سے اپنی انتہا کو پہنچ گیا ہو گا اور انسانیت کو پستی کے اس گڑھے میں دھکیلنے کا کام وہ لوگ انجام دے رہے ہوں گے جو نااہل اور غیر ذمہ دار ہونے کے باوجود عوام کی تائید سے کرسی اقتدار پر براجمان ہو گئے تھے۔

نائجیریا میں دس افراد مشرف بہ اسلام

نائجیریا۔ نائجیریا میں گذشتہ دو ماہ کے دوران کل دس افراد مشرف بہ اسلام ہوئے ہیں جن میں ایک برطانوی، ایک مراٹھا اور آٹھ برطانی شامل ہیں۔ یہاں کے مشہور کانگریسی (آئی) لیڈر اور ایم ایل سی شری صاحب راؤ بارڈ کر کے بھتیجے نے بھی چند دن قبل اسلام قبول کیا ہے اس نے اپنا نام محمد قاسم رکھا ہے۔ وہ تعلقہ قندھار کے ایک گاؤں کا باشندہ ہے اور اس کی ۲۵ ایکڑ زمین بھی ہے۔ اس نے بتایا کہ بہت غور کر کے مذہب تبدیل نہیں کیا ہے۔ اور زر و زمین کا لالچ دیا گیا ہے۔ مذہب اسلام چونکہ مساوات رواداری کی تعلیم دیتا ہے اس لیے اس نے اس مذہب کو اپنانے کا فیصلہ کیا ہے۔ نائجیریا شہر کا یہ واقعہ ہے جہاں پر برہمنوں کے مشرف بہ اسلام ہونے کا سلسلہ شروع ہوا ہے۔

جگجیون رام مسلمان ہو کر وزیر اعظم بن سکتے ہیں (بخاری)

دہلی ۱۰ اگست۔ مرکزی وزیر دفاع سے ملاقات کی گئی ہے۔ جامع مسجد کے شاہی امام نے جگجیون رام کو مشورہ دیا ہے کہ اگر وہ اسلام قبول کر لیں تو ہندوستان کے وزیر اعظم بن سکتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ جگجیون رام ہی زیادہ حقدار ہیں ہریجنوں کا تبدیل اسلام کا فیصلہ درست ہے کیونکہ ان کے ساتھ انصاف نہیں کیا گیا ...

ادارہ دعوۃ القرآن کی تازہ پیشکش

تفسیر دعوۃ القرآن (انگلش ایڈیشن)

(سورۂ فاتحہ و سورۂ بقرہ۔ مکمل ڈھائی پارے مع عربی متن)

مرتب: شمس پیرزادہ — انگریزی ترجمہ: عبدالکریم شیخ بی۔ اے

صفحات بڑا سائز ۱۷۶ ۔ قیمت صرف دس روپے (ڈاک رجسٹری تین روپے)

جامع اور مدلل تفسیر جس میں قرآن کی اصل دعوت کو ابھار کر پیش کیا گیا ہے اور جدید جاہلیت کے مقابلہ میں تعلیمات ربانی کی دلنشین تشریح کی گئی ہے نیز مسائل حیات میں قرآن کی رہنمائی کو وضاحت کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔ مسلم اور غیر مسلم دونوں کے لیے مفید۔ زبان عام فہم اسلوب جدید۔ نظم کلام اور ربط آیات کی توضیح۔ ضعیف اور بے سروپا روایتوں سے پاک اور ہر قسم کے مخصوص مکتب فکر کی قیود سے آزاد۔

قرآن کی تفسیر قرآن و سنت کی روشنی میں

شائع کردہ

ادارہ دعوۃ القرآن

۵۹، محمد علی روڈ، بمبئی نمبر ۳

پندرہ روزہ صوت الحق مالیگاؤں
جلد [illegible] ۲۰ راگست ۱۹۸۱ء شمارہ [illegible]

ہمارے یہ عربی مدارس

رمضان آتے ہی ہمارے عربی مدارس کے سفراء عربی مدارس کی بقا، ترقی، استحکام اور ان کو جاری رکھنے کے لئے پورے ملک میں پھیل جاتے ہیں اور عوام سے تعاون حاصل کرتے ہیں۔ عوام بھی اپنا پورا پورا تعاون اپنے عطیات صدقات زکوٰۃ وغیرہ کے ذریعہ کرتے ہیں۔ شوال آتے ہی مدارس کے داخلوں کے اعلانات نظر سے گزرتے ہیں اور تعلیمی سرگرمیاں شروع ہو جاتی ہیں۔ اسی طرح طلبہ مدارس کا رخ کرتے ہیں۔

ہندوستان میں عربی مدارس کے مالیات کا معاملہ ہمیشہ ایک مسئلہ بنا رہا ہے۔ اور خود مسلمانوں نے بھی اس کو مسئلہ بنا رکھا ہے۔ ہندوستان کے دستور میں یہ موجود ہے کہ ہندوستان میں جتنے بھی تعلیمی ادارے چلیں خواہ وہ کسی بھی طبقے کے ہوں، مذہبی ہوں یا غیر مذہبی ان سب کو حکومت ایڈ دے، اساتذہ کو تنخواہیں دے اور ان کا پورا تعاون کرے۔ یوپی اور بہار میں دانشمند لوگ اس دستوری حق سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ باقاعدہ دستور کے مطابق حکومت سے ایڈ لے کر شاندار مدارس چلا رہے ہیں۔ اس طرح ان کو عوامی چندے کی ضرورت بالکل پیش نہیں آتی۔

ہمارے مدارس کے منتظمین کو یہ غلط فہمی پیدا ہو گئی ہے کہ اگر ہم نے حکومت سے امداد لی تو حکومت کا نصاب پڑھانا ضروری ہے اور حکومت ان پر کسی بھی وقت قبضہ کر سکتی ہے یہ سراسر غلط فہمی ہے نہ عربی مدارس میں سرکاری نصاب ضروری ہے نہ حکومت ان پر قبضہ کر سکتی ہے۔ البتہ اسکولوں میں سرکاری نصاب ضروری ہے عربی مدارس میں نہیں۔
حکومت دارالعلوم دیوبند، ندوۃ العلماء اور دیگر بے شمار مدارس کو امداد دیتی ہے۔ ان پر کسی قسم کی پابندی نہیں ہے نہ تو ہندوستان میں اسلامی حکومت ہے کہ وہ خود ہی امداد دیدے۔ اور نہ ہم لوگ اس سلسلہ میں جدوجہد کرتے ہیں۔ بغیر جدوجہد کے دنیا میں کوئی کام نہیں ہوتا۔ ہندوستان کے تمام عربی مدارس کے منتظمین کا فرض ہے کہ وہ اس سلسلہ میں اوقاف سے بھی تنخواہیں لیں اور ریاستی حکومت سے بھی۔ اس طرح سے بہت سے فوائد حاصل ہونگے ایک تو یہ کہ ہمارے علماء کی دوڑ دھوپ [illegible] ختم ہو جائیگی دوسرے یہ کہ مدارس کے منتظمین جو اپنی من مانیاں کرتے ہیں [illegible] یہ من مانی بھی ختم ہو جائیگی اور مدارس کے لئے باقاعدہ [illegible] اسکیل مقرر ہونگے۔ [illegible] کمیٹیاں مقرر ہونگی جو جانچ اور تحقیق کی بنیاد پر فیصلہ کریں گی [illegible] اور خوشامد پسندی بھی ختم ہو جائیگی اور باصلاحیت لوگوں کو آزادانہ کام کرنے کا موقع ملے گا۔ اس وقت تقریباً تمام مدارس اسلامیہ کا ماحول ایک عجیب گھٹن کا سا ہے۔ وہاں کسی کو عافیت نہیں ہے [illegible] اساتذہ کو نہ طلباء کو [illegible] منتظمین کو وہی اساتذہ پسند ہوتے ہیں جو ان کی ہر صحیح و غلط بات [illegible] اور باصلاحیت لوگوں کے لئے آج کل کے مدارس میں بہت کم جگہ [illegible] ایسے لوگوں کی بہت کم لوگ قدر کرتے ہیں [illegible] تنخواہ ہے [illegible] اسکیل [illegible]

[illegible] اس وقت کالجوں میں تعلیم پانے والے طلباء عام طور پر [illegible] شکار ہیں [illegible] حکومت سے ملحق ہو جائیں گے اسکیل اچھا ہو جائیگا [illegible] اور عربی مدارس کا رجحان [illegible] طلباء کی کم قدر کی جاتی ہے ختم ہو جائیگی۔ [illegible] ماحول میں تعلیم پانے کے بعد [illegible] پیدا ہوگا اور صلاحیت [illegible] پیدا ہو جائے گا۔ علماء اور طلباء اپنا مستقبل بھی روشن اور محفوظ دیکھیں گے اور اپنا مستقبل [illegible] کوشش کریں گے [illegible] اور [illegible] سب سے بڑا فائدہ جو اس سے حاصل ہوگا وہ یہ ہے [illegible] سفراء کا طوفان جو ہر سال آتا ہے [illegible] اور پریشانی [illegible] اور [illegible] ختم ہو جائیگا اور اس قیمتی سرمایہ سے قوم کی معاشی بدحالی کو دور کرنے کا کام [illegible] بے شمار سرمایہ سے ہزاروں افراد کو سالانہ روزگار دیا جا سکتا ہے اور [illegible] جا سکتی ہے ——— بلاشبہ یہ مدارس قوم کا بڑا قیمتی سرمایہ ہیں۔ اسلام کا قلعہ ہیں ان میں اسلام کی حفاظت [illegible] ان کا استحکام اور ترقی بہت ضروری ہے لیکن ضرورت اس بات کی ہے کہ [illegible] اہم اس کے استحکام کے لئے ہم کو [illegible] انقلاب آ رہا ہے [illegible] اندازہ ہوتا ہے کہ ہم کو مدارس کے لئے [illegible] سوچنا ہوگا۔ مدارس کا جال پھیلانا ہوگا۔ ان کے استحکام کے لئے بھی نئے [illegible] اپنے [illegible] قوم کو [illegible] مشوروں سے نوازیں۔

قبول اسلام کی لہر

مینا کشی پورم کے بعد قبول اسلام کا ایک خوشگوار سلسلہ چل نکلا ہے ویسے اس کا نقطہ آغاز مینا کشی پورم بھی نہیں۔ مینا کشی پورم کا اجتماعی قبول اسلام تو حال رواں کے ماہ فروری کا واقعہ ہے۔ اس سے قبل ۱۹۷۲ء میں ضلع مدورائی میں گیارہ گاؤں کے تقریباً ۲۰۰ ہریجنوں نے ڈاکٹر منور خان کی قیادت میں ایک ساتھ قبول اسلام کیا تھا۔ ساؤتھ انڈیا اشاعت اسلام سبھا کے بموجب مزید [illegible] اور [illegible] کے [illegible] ایک ہزار ہریجن گروہ ایک سال قبل اجتماعی طور پر مشرف بہ اسلام ہوئے تھے۔ [illegible] ۱۹۸۱ء [illegible] ایک سابق ایم ایل اے بھی شامل تھا اسے [illegible] کہنا چاہئے کہ مینا کشی پورم میں نومسلم حضرات نے جو ایک نئی مسجد قائم کی ہے اس میں الیکٹرک سپلائی [illegible] ہے۔ (۷۸۶) بسم اللہ الرحمن الرحیم کی آیت کریمہ کے حروف تہجی کے اعداد کا مجموعہ بھی ہے۔ یہ [illegible] اشارہ بھی ہوتا ہے کہ [illegible] سمجھ میں [illegible] ہے۔

آئے دن مینا کشی پورم کے قرب و جوار کے چند دیہاتوں میں قبول اسلام کے واقعات رونما ہوتے ہیں۔ کچھ خبریں اخبارات میں آ جاتی ہیں۔ مگر زیادہ تر دور دراز فاصلوں کے سبب اخبار کے نامہ نگاروں تک پہونچتی بھی نہیں۔ [illegible] ۱۲ افراد نے قبول اسلام کیا۔

[illegible] کے ذریعہ [illegible] کے بعد اسلام کی روشنی [illegible] تک پہونچ گئی۔

ایک سابق کانگریسی ایم ایل اے صوت [illegible] افراد [illegible] کے ۹ دیہاتوں میں مشرف بہ اسلام ہوئے۔ [illegible] سے سیکڑوں ہریجنوں نے قبول اسلام کے [illegible] ہے۔ [illegible] دہلی سے [illegible] کی آزادی [illegible] بڑھتا جا رہا ہے۔ [illegible] اسلام کا اثر [illegible] پھیل رہا ہے۔ [illegible] تقریباً ۱۵ ہزار ہریجنوں نے "ہندو مذہب" چھوڑ کر دوسرا مذہب اختیار کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ [illegible] ایک بڑا سرمایہ [illegible] ہے [illegible] یہ لوگ مذہب تبدیل کریں گے [illegible] ہو جائے گا۔

مذہب تبدیل کرنے والے [illegible] افراد [illegible] ان میں ایم اے، بی اے، ایس سی [illegible] پروفیسر [illegible] کے افسران اور دیگر [illegible]

[illegible] اور باعلم ہستیاں بھی شامل ہیں [illegible] اخبارات سے [illegible] ایسے [illegible] اپنا مذہب تبدیل کریں۔

کسی نے ایک نومسلم سے پوچھا تھا کہ تمہیں مسلمان بننے کیلئے کتنے روپے کی امداد ملی؟ جواب ملا: "دو سو کروڑ روپے کی پیشکش کر کے دیکھئے۔ ہم بکنے والی چیز نہیں ———!"
سوال کیا گیا۔ "کیا جرائم کی سزا سے بچنے کے لئے تم مسلمان بن گئے؟" جواب ملا "کیا مسلمانوں کے لئے [illegible] قانون الگ ہے؟"

ان تمام واقعات [illegible] "اسلامی لہر" [illegible] اور [illegible] تبدیلی مذہب کے پیچھے [illegible] کا ہاتھ [illegible] ہے۔

ایک اور واقعہ مہاراشٹر میں بھی

اورنگ آباد۔ ۱۰ اگست، ضلع ناندیڑ کے [illegible] گاؤں کے [illegible] نوجوان بابوراؤ [illegible] نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ تبدیلی مذہب کا یہ پہلا واقعہ ہے جو علاقہ کی نظر میں آیا۔ بابوراؤ نے عید کے روز اسلام قبول کیا اور اس نے اپنا نام محمد [illegible] رکھا ہے۔
اس نوجوان نے [illegible] اخبار نمائندوں کو بتایا کہ اسے مذہب تبدیل کرنے پر کسی نے مجبور نہیں کیا تھا۔ اور اس نے یہ اپنی مرضی سے کیا ہے۔ بابوراؤ کے تین بھائی بھی ہیں۔

۵ لاکھ فلپائن مسلمانوں کو خودمختاری

کراچی: فلپائن کے صدر مارکوس نے ۵ لاکھ مسلمان آبادی کو جنوبی [illegible] ایک [illegible] خودمختاری حاصل کرینگے۔ اس کا اعلان عالمی مسلم لیگ نے کیا۔
کراچی میں قائم اس لیگ کے سکریٹری جنرل [illegible] نے بتلایا۔ اس ہفتہ فلپائن صدر مارکوس سے ان کی [illegible] وفد نے ۹۰ منٹ تک میلا میں گفتگو کی تھی۔ انہوں نے امید ظاہر کی کہ عنقریب ہی مسلمانوں کی خودمختاری کا اعلان کر دیا جائے گا۔ اس طرح فلپائن میں خانہ جنگی کا خاتمہ ہو جائیگا۔

(نوٹ)
مدیر محترم ایک ماہ کے لئے ۲۰ اگست کو گھر رخصت پر چلے گئے ہیں ممکن ہے کہ آئندہ شمارہ میں تاخیر ہو جائے ناظرین مطلع [illegible]

اور جب غریبی ختم ہوگئی

افلاس و ناداری کے خلاف اسلامی نظام کی فتح ایک زندہ حقیقت ہے۔ اور عجیب بات ہے کہ اس فتح کی پیشین گوئی سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے اس وقت کی تھی جبکہ ان کے وقوع پذیر ہونے کی موہوم سی امید بھی نہ تھی درحقیقت وحی الٰہی کے ذریعے آپ کو بہت پہلے سے آگاہ کر دیا گیا تھا کہ لوگوں نے اگر اسلامی ہدایات کی پیروی کی تو اس کے نتیجے میں کس قسم کے اثرات مرتب ہو سکتے اور خیر و برکت کے کن چشموں سے وہ سیراب ہوں گے؟

امام بخاری نے اپنی کتاب صحیح البخاری میں حضرت عدی بن حاتم طائی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ وہ اسلام قبول کرنے کی غرض سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔ جب دو آدمی حاضر خدمت ہوئے ایک کو افلاس کی شکایت تھی اور دوسرا اگرچہ مالدار تھا اور حجیبی مال و اسباب لے جانا چاہتا تھا۔ لیکن راستہ میں امن و امان نہ تھا اس لئے راستہ بند ہونے کا خوف تھا۔ راستہ بند ہو جانے کا جواب دیتے ہوئے آپ نے حضرت عدی سے فرمایا عدی! کبھی تم حیرہ گئے ہو۔ (حیرہ عراق کا قدیم شہر ہے) عدی نے عرض کیا حضور! گیا تو نہیں ہوں مگر لوگوں سے اس کا تذکرہ سنا ہے۔ آپ نے فرمایا عدی! اگر تمہاری عمر دراز ہوئی تو تم اپنی آنکھوں سے دیکھو گے کہ ایک عورت حیرہ سے سفر کرتی ہوئی خانہ کعبہ کے طواف کے لئے آئے گی۔ اور اسے خدا کے سوا کسی کا خوف نہ ہوگا۔

حضرت عدی کہتے ہیں کہ میں نے اپنے دل میں سوچا کہ قبیلہ طے کے ڈاکوؤں کا اس وقت صفایا ہو چکا ہوگا۔ جنہوں نے سارا عرب عاجز کر رکھا ہے (یعنی حضرت عدی کو اس وقت بہت حیرت ہوئی کہ آئندہ چل کر امن و امان کا اس قدر دور دورہ کیونکر ہوگا؟ جبکہ انہیں اپنے قبیلے کے رہزنوں کا حال اچھی طرح معلوم تھا جن سے ہر کوئی پریشان تھا) ابھی حضرت عدی کی سابقہ حیرت برقرار تھی کہ آپ نے فرمایا عدی سنتے ہو! تو تمہاری عمر دراز ہوئی تو ایک وقت آئے گا کہ کسریٰ کے خزانے تمہارے ہاتھ آئیں گے۔ حضرت عدی کہتے ہیں کہ مجھے پھر بڑی حیرت ہوئی اور میں نے عرض کیا حضور کیا کسریٰ بن ہرمز کے خزانے؟ آپ نے فرمایا ہاں کسریٰ بن ہرمز کے خزانے اور اگر زندگی نے تمہارے ساتھ وفا کیا تو تم دیکھو گے کہ ایک وقت آئے گا جب آدمی خیرات کا مال لئے پھرے گا۔ اور کوئی لینے والا نہ ملے گا۔

حضرت عدی بالآخر مسلمان ہوئے اور ایک اچھے مسلمان ثابت ہوئے پھر وہ وقت آیا جب انہوں نے یہی پیشین گوئی اپنی آنکھوں سے پوری ہوتے دیکھی۔ چنانچہ خود فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ عورت حیرہ سے سفر کرتی ہوئی خانہ کعبہ کا طواف کرنے کیلئے آتی ہے۔ اور اسے خوف خدا کے سوا دوسرا کوئی خوف دامنگیر نہیں ہوتا۔

اسی طرح کسریٰ بن ہرمز کا خزانہ حاصل کرنے والوں میں میں بھی شریک تھا اور آپ کا دوسرا ارشاد پورا ہوا۔ پھر حضرت عدی بڑی حسرت کے ساتھ کہا کرتے تھے کہ ہو سکتا ہے میری آنکھیں وہ منظر دیکھ سکیں۔ لیکن اگر تمہاری زندگی نے وفا کی تو تم ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی تیسری پیشین گوئی بھی دیکھ لو گے کہ آدمی خیرات کا مال لئے پھرے گا۔ اور کوئی لینے والا نہ ملے گا (یعنی دولت کی فراوانی کی وجہ سے تلاش کے باوجود غریب کہیں نظر نہ آئیں گے۔

(عمدۃ القاری ج ۱۶)

اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عدی سے جو یہ فرمایا کہ "اگر زندگی نے تمہارے ساتھ وفا کیا تو تم دیکھو گے کہ ایک وقت آئے گا۔ جب آدمی خیرات کا مال لئے پھرے گا اور کوئی لینے والا نہیں ملے گا" اس روایت سے پتہ چلتا ہے کہ عنقریب یہ واقعہ پیش آئے گا۔ اور صحابہ میں جن کی عمریں دراز ہوں گی وہ اسے اپنی آنکھوں سے دیکھ سکیں گے۔ تاریخ گواہ ہے کہ خلیفہ راشد حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے زمانے میں اسی قسم کے واقعات پیش آئے۔

یہ اور اسی قسم کی بیشتر روایتیں رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم سے بکثرت منقول ہیں جن میں آپ نے پہلے سے یہ اطلاع فرما دی تھی کہ ایک وقت آئے گا جب دولت کا زبردست سیلاب امت پر امنڈ آئے گا۔ اور اس کے نتیجے میں نہ غریب رہیں گے اور نہ زکوٰۃ پر اپنا حق جتلانے والا کوئی باقی رہے گا۔ اس بارے میں شک و شبہ کی ذرہ برابر گنجائش باقی نہیں رہ جاتی کہ اس اعتبار کے ساتھ اس قدر سچی پیشین گوئی بھی ایک معصوم ہی دے سکتا ہے جس کی زبان سے صادر ہونے والے الفاظ اس کی آواز نہیں خدا کی آواز ہوتے ہیں۔ اس پیشین گوئی سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ غربت ایسا مرض نہیں جس کا علاج ناممکن ہو۔ امام بخاری اور دیگر محدثین حضرت حارثہ بن وہب خزاعی سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا۔ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے "لوگو! آج موقع ہے خیرات کرو۔ اس لئے کہ ایک وقت آئے گا جب آدمی زکوٰۃ اور خیرات کی رقم لیکر گھومتا پھرے گا۔ لیکن کوئی لینے والا نہ ملے گا۔ تلاش بسیار کے بعد کوئی ملے گا تو کہیگا کل لاتے تو میں قبول کر لیتا۔ آج مجھے ضرورت نہیں ہے (فتح الباری)

حضرت ابو موسیٰ اشعری حضور اکرم ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا "ایک وقت آئیگا جب آدمی زکوٰۃ و خیرات دینے کے لئے سونا لیکر ادھر ادھر گھومتا پھرے گا۔ لیکن کوئی اسے لینے والا نہ ملے گا۔ (فتح الباری)

اور پھر وہ وقت آ ہی گیا جب مسلمان خوشحال اور آسودہ حال ہوگئے۔ دولت کی ریل پیل ہوئی اور مسلمانوں میں ایسا کوئی آدمی نہ رہا جو خیرات کا مستحق ہو۔ یہ اس وقت ہوا جب منہاج نبوت کے مطابق خلافت راشدہ کے طرز پر ایک حکومت قائم ہوئی اور اسے کچھ عرصہ استحکام نصیب ہوا۔ یہ زمانہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کا زمانہ تھا۔ جیسا کہ امام بیہقی نے حضرت عمر بن اسید سے نقل کیا ہے۔ چنانچہ انہوں نے دو تک میں روایت کیا ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے صرف ڈھائی برس خلافت کی لیکن اس مختصر زمانے میں یہ حالت ہوگئی کہ لوگ ان کے تحصیلداروں کے پاس بکثرت مال لیکر آتے تھے اور کہتے تھے فقیروں کو دے دو! لیکن ان کو مال واپس لیجانا پڑتا تھا۔ کیونکہ عمر بن عبدالعزیزؒ نے تمام لوگوں کو اس قدر مالامال کر دیا تھا کہ کوئی شخص اس قابل نہیں ملتا تھا کہ اس کو یہ مال دیا جائے۔ اس روایت کو ذکر کرنے کے بعد امام بیہقی لکھتے ہیں۔ اس سے حضرت عدی بن حاتم کی روایت کی تصدیق ہوتی ہے۔ (عمدۃ القاری)

یحییٰ بن سعید کا بیان ہے کہ مجھ کو حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے افریقہ کا صدقہ وصول کرنے کیلئے بھیجا۔ میں نے صدقہ وصول کر کے فقیروں کو بلایا تاکہ ان میں تقسیم کر دوں لیکن مجھ کو کوئی فقیر نہیں ملا۔ کیونکہ عمر بن عبدالعزیزؒ نے لوگوں کو مالدار بنا دیا تھا اس لئے میں نے صدقہ کی رقم سے غلام خرید کر آزاد کر دئے۔

(سیرۃ عمر بن عبدالعزیزؒ)

تاریخ شاہد ہے کہ یہ فارغ البالی اور آسودگی جس کا ذکر حضرت یحییٰ بن سعید نے کیا صرف افریقہ اور اس کے علاقوں تک محدود نہیں تھی بلکہ تاریخی روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ اس دور میں کل امت اسلامیہ اور اسلامی حکومت میں اسی قسم کی فارغ البالی اور خوشحالی کا دور دورہ تھا۔

ابو عبید کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے عبدالحمید بن عبدالرحمٰن والی عراق کو لکھا۔ اہل لوگوں کی تنخواہ اور وظائف لوگوں میں تقسیم کرو۔ عبدالحمید نے جواب میں لکھا کہ بحمد اللہ اس کی تعمیل ہو چکی۔ پھر بھی کچھ نقد رقم بیت المال میں بچی ہے۔ جواب میں آپ نے لکھا کہ جو لوگ قرض سے زیر بار ہوں ان کے قرض ادا کر دو۔ حاکم نے لکھا اس کی بھی تعمیل ہو چکی ہے اور رقم بچ رہی ہے۔ آپ نے دوبارہ لکھا اگر کوئی شادی کا خواہش مند ہو تو اس کے لئے مہر اور جملہ اخراجات کا انتظام کر دو۔ حاکم نے لکھا اس کی بھی تعمیل ہو چکی ہے۔ آپ نے پھر لکھا جزیہ دہندگان سے خراج وصول کیا ہو انہیں بیت المال سے اس کی دوگنی مقدار رقم دے دو۔ تاکہ اس سے زمین اور زیادہ بہتر پیداوار انہیں حاصل ہوتی رہے اور انہیں بتاؤ کہ قرض وصول کرنے میں کوئی عجلت نہیں کی جائیگی۔

خوشحالی اور فارغ البالی کی یہ ہلکی سی ایک جھلک تھی جو تمام تر اسلامی عدل و مساوات کا نتیجہ تھی جس کا ادنیٰ کرشمہ یہ تھا کہ بار بار کی کوشش و جستجو کے بعد بھی پورے ملک میں کوئی حاجت مند نہ رہا۔ اس پر مستزاد یہ کہ ہر ضرورت مند کو اس کی ضرورت بلا طلب اور بغیر طلب و جستجو اس تک پہنچ جاتی۔ اس نظام کی بدولت بیت المال سے قرض خواہوں کے قرضے بے باق ہوئے۔ شادی کی خواہش رکھنے والوں کی مرادیں بر آئیں۔ اور جب پورے ملک میں کوئی حاجت مند نہ رہا۔ تو امیر المومنین نے غریب کسانوں اور کاشتکاروں کو طویل المیعاد قرضہ دلوائے تاکہ پیداوار میں اضافہ ہو اور خلق خدا کو فائدہ پہنچے۔ حیرت کا مقام ہے کہ آپ نے یہ سکیم ایسے وقت میں چلائی جس کے ٹھیک تیرہ سو سال بعد کہیں دنیا بنکنگ کاری اور اس کے نظام سے واقف ہوئی۔ درحقیقت عمر بن عبدالعزیزؒ اس حقیقت سے بخوبی واقف تھے کہ اچھی پیداوار سے تنہا کاشتکاروں کا مفاد وابستہ نہیں بلکہ اس کے اندر حکومت اور عوام سب کا مفاد مضمر ہے۔ لہٰذا اس مقصد کے حصول کے لئے کسانوں اور مزدوروں کی ہر ممکن امداد حکومتوں کا اولین فرض ہے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کا زمانہ اسلامی تاریخ کا زریں عہد کہلانے کا مستحق ہے۔ آپ کے زمانہ میں جہاں علوم و ثقافت اور امن و مساوات کا دور دورہ تھا رعایا اس قدر خوشحال اور آسودہ تھی کہ معلوم ہوتا تھا آسمان سے رزق کے دہانے کھل گئے ہیں اور زمین بھی اپنا سارا خزانہ نکال کر رکھ دے گی۔

اس وقت کے شگفتہ حالات کا کچھ اندازہ والی بصرہ کی ایک تحریر سے ہوتا ہے جس میں انہوں نے حضرت عمرؒ کو لکھا تھا کہ

"رعیت کی خوشحالی اور آسودگی دیکھ کر

(باقی صفحہ [illegible] پر)

اسلام کا معاشرتی نظام

عبدالرقیب السلفی

(پہلی قسط)

تعدد ازدواج کی خواہش ایک فطری و طبعی بات ہے۔ بعض حالات میں ناگزیر ضرورت ہے اسلام دین فطرت ہے اس کی تعلیم میں اس فطری ضرورت کا لحاظ بھی موجود ہے۔ تعدد ازدواج اسلامی شریعت کے اندر جائز ہے مگر یہ جواز اس شرط کے ساتھ مشروط ہے کہ لوگ اپنی بیویوں کے درمیان عدل و انصاف کا طریقہ اپنائیں۔ حسن و جمال، حسب و نسب، مال و دولت کی بنیاد پر کسی کو کسی پر فضیلت نہ دیں۔ بلکہ ہر ایک کا ذمہ داری بیوی ہونے کی حیثیت سے برابر ہے۔ سامان رکھنا، نفقہ، گھر، مکان، کپڑا اور دیگر اسباب ضرورت کے اندر بیویوں کے درمیان کسی قسم کی تفریق اسلام میں قطعاً حرام ہے اس پر بڑی سخت وعیدیں احادیث میں مذکور ہیں اور اس سے اجتناب ضروری ہے۔ جو شخص اپنی فطری کمزوری کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے تعدد ازدواج کی صورت میں عدل و انصاف پر قادر نہ ہو تو اس کے لئے قرآن عزیز کا ارشاد واضح الفاظ میں موجود ہے کہ وہ ایک ہی پر اکتفا کرے اور تعدد ازدواج کے چکر میں پڑ کر خواہ مخواہ کے لئے اپنی دنیا و آخرت برباد نہ کرے۔ قرآن کا حکم ہے (ترجمہ) "تم لوگ اپنی پسند کے مطابق دو تین چار عورتوں تک سے شادی کر لو۔ لیکن اگر ان کے مابین انصاف نہ کر پانے کا خطرہ ہو تو ایک ہی پر قناعت کرو"۔

آیت سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ بیویوں کے درمیان عدل و انصاف ضروری ہے۔ اور ان کی ضروریات زندگی کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ کسی ایک کی طرف میلان اور ادائیگی حقوق کے اندر کوتاہی ایسی بات ہے جو انسان کو ملعون کی صف میں قیامت کے دن کھڑا کر دیگی۔ کیونکہ عورتیں اپنے مرد کی رعایا ہیں اور ہر راعی و حاکم سے قیامت کے دن اس کی رعیت اور اس کی نگرانی میں رہنے والے لوگوں کے متعلق سوال کیا جائیگا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: "تم میں کا ہر آدمی راعی ہے اور اس سے اس کی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا"۔ جو لوگ اپنی رعایا کی دیکھ بھال میں کوتاہی کرتے ہیں یا کسی پر جان و مال نثار کرتے ہیں اور دوسری کو مشق ستم بناتے ہیں وہ دنیا والوں کی نظر میں بھی پسندیدہ خیال نہیں کئے جاتے اور آخرت میں ان کا حشر ظالموں کے ساتھ ہوگا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ظالم شوہر کے انجام کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں "جس آدمی کے پاس دو بیویاں ہوں اور وہ ایک کی طرف مائل ہو تو وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کے جسم کا نصف حصہ جھکا ہوا / بگڑا ہوا ہوگا"۔

"انسان کی فطری کمزوریاں اللہ تعالیٰ کی نظر سے اوجھل نہیں ہیں بلکہ وہ اس کی نظروں کے سامنے ہیں اس لئے عدل مذکور کا جو مطالبہ کیا گیا ہے اس میں بھی جذبات انسانی کی رعایت موجود ہے۔ قرآن کا حکم ہے۔ "تم لوگ خواہش کے باوجود عورتوں کے درمیان واقعی انصاف نہیں قائم کر سکتے۔ لہٰذا اس بات کا خیال رکھو کہ پورے طور پر کسی ایک کی طرف مائل ہو کر دوسری کی زندگی اجیرن نہ بنا دو"۔

اس سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دلی رجحان اور قلبی میلان کو معاف کر دیا ہے اور مواخذہ صرف ظاہر افعال و اقوال پر کریگا۔ اور اسی قولی و فعلی میلان کی تعبیر آیت مذکورہ کے اندر کل المیل سے کی گئی ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیک وقت کئی بیویاں موجود تھیں اور آپ سب کے مابین روٹی، کپڑا، مکان اور دیگر لوازم حیات کے اندر پورے طور پر عدل و مساوات سے کام لیتے تھے۔ لیکن دل کا لگاؤ سب سے یکساں نہیں تھا اسی کے بارے میں آپ فرماتے ہیں۔ "اے اللہ میری یہ تقسیم ان چیزوں میں ہے جو میرے قبضہ و قدرت میں ہیں۔ اور جو چیز میری قدرت سے باہر ہے اس کے بارے میں مجھ کو مجرم / ملامت نہ کر / ہے"۔

ان احکامات و ہدایات کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے مردوں کو نوازا ہے اور ان سے مطالبہ کیا ہے کہ ان شرعی تعلیمات پر عمل پیرا ہو کر اپنی معاشرتی زندگی کامیاب بنائیں۔ اور آخرت کی سرخروئی بھی حاصل کریں۔ معاشرتی حقوق صرف مردوں ہی پر عائد نہیں ہوتے بلکہ اس کی بہت ساری ذمہ داریاں عورتوں سے بھی متعلق ہیں۔ اسلئے شریعت اسلامیہ نے اپنی خاص توجہ ان کی طرف بھی مبذول کی ہے اور ان کے لئے ان خطوط کی نشاندہی کی ہے جن پر عمل پیرا ہو کر اپنی ازدواجی زندگی کو کامیاب بنا سکتی ہیں اور معاشرتی زندگی کے اندر مسرت و شادمانی سکون و اطمینان کی منزل سے ہمکنار ہو سکتی ہیں اور یہ اسی وقت ممکن ہے جب ان کے دائرہ کار کی کار ان لائحوں سے اتر سکے ذیبائے جنہیں اسلام نے عورت کی طبیعت و فطرت کے لحاظ سے بتایا ہے۔ جیسی کہ زینت خانہ بنیں۔ امور خانہ داری کے اندر دلچسپی لیں۔ بچوں کی تعلیم و تربیت،

دیکھ بھال، شوہر کی اطاعت و فرمانبرداری کو ضروری خیال کریں۔ اس کی حاکمیت و قوامیت کو دل و جان سے تسلیم کریں اور اپنی ضروریات زندگی کا کفیل حضرت آدم کا محافظ، امیدوں اور تمناؤں کا مرکز اسی کو سمجھیں جیسا کہ قرآن اس کی رہنمائی کرتا ہے۔

"عورتوں کے حقوق بھی مردوں پر بھلے طریقے سے اسی طرح ہیں جس طرح مردوں کے حقوق ان کے ذمہ ہیں لیکن مردوں کو ان پر ایک گونہ فضیلت حاصل ہے"۔

اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے "مرد عورتوں کے حاکم ہیں۔ اس سبب سے کہ اللہ نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔ اور اس وجہ سے کہ وہ اپنا مال ان پر خرچ کرتے ہیں"۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کی ذمہ داریوں کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا ہے عورت اگر نماز پنجگانہ ادا کرے رمضان کے روزے رکھے اپنی عزت و آبرو کی حفاظت کرے اور اپنے شوہر کے احکام کی بجا آوری میں کسی قسم کی کوتاہی نہ کرے تو وہ جنت میں جہاں سے چاہے داخل ہو جائیگی۔

ایک دوسری روایت میں حصین بن محصن انصاری کا بیان ہے کہ میری پھوپھی دربار رسالت میں پہونچیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ "کیا تم شوہر والی عورت ہو"؟ اس نے جواب دیا ہاں۔ آپ نے فرمایا ذرا اس بات پر خیال کرو کہ تمہاری پوزیشن اس کی نظر میں کیا ہے۔ وہی تمہاری جنت و جہنم ہے اگر میں کسی انسان کو کسی انسان کے سجدے کی اجازت دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کے حقوق کے پیش نظر اسے سجدہ کرے اور کوئی عورت ایمان کی شیرینی اس وقت تک نہیں پا سکتی، جب تک کہ وہ اپنے شوہر کا حق ادا نہ کرے۔ خواہ اس نے اس سے کسی چیز کا سوال سواری کی پشت پر کیا ہو"۔

مذکورہ سطور کے اندر مرد و عورت کی کامیاب معاشرتی زندگی گزارنے کی جو حکیمانہ تدابیر بتائی گئی ہیں۔ وہ واقعی ایک مثالی معاشرہ اور مسرت آگیں گھر و بیت کی گارنٹی دیتی ہیں۔ اور سماجی اور اجتماعی زندگی کے لئے بہت ہی مفید اور نفع بخش ہیں۔ مگر ان اعلیٰ اصول و ضوابط اور حکیمانہ تدابیر کے باوجود بھی انسان اپنے جذبات سے مغلوب ہو کر غلط رخ اختیار کر لیتا ہے۔ اور میاں بیوی کے مابین ان بن

ہو جاتی ہے اور معاشرے کی خوشگوار فضا سوگوار فضا بن جاتی ہے۔ جس میں عام طور سے عورتوں کی کج طبعی اور فطری ناہمواری کو دخل ہوتا ہے۔ ایسے نازک موقع پر اصلاح معاشرہ کے لئے عورت کی بیماری کو دور کرنے کی غرض سے شارع حکیم نے کچھ دوائیں تجویز کی ہیں جو قرآن میں بایں الفاظ مذکور ہیں۔ "جن عورتوں کی نافرمانی و سرکشی کا اندیشہ ہو انہیں سمجھاؤ، خوابگاہ سے علٰحدہ کر دو اور اگر اس پر بھی بات نہ بنے تو مارو اور اگر تابع فرمانبردار بن جائیں تو ان کے خلاف ظلم و زیادتی کی راہ مت ڈھونڈو"۔

عورت کی بدخلقی بد مزاجی اور سرکشی کو ٹھیک کرنے کیلئے شریعت اسلامیہ نے تین طریقے وضع کئے ہیں اور ان کے استعمال کا حق شوہر کو عطا کیا ہے۔ عدالت کی چارہ جوئی انداز کر دی گئی ہے جس کی علت یہ ہے کہ ہو سکتا ہے کہ ان بن کسی ایسی وجہ سے ہوئی ہو جو اندرونی معاملات سے تعلق رکھتی ہو۔ اور سربستہ راز کے کھلنے پر بیوی کی کرامت، شرافت اور عزت و عفت پر حرف آنے کا اندیشہ ہو یا ایک مسئلے اسی قضیہ کا عوامی عدالت میں آنا باعث حسرت و ندامت ہو اسی لئے شریعت اسلامیہ نے عورت کے مزاج کے مطابق یہ تادیبی کاروائیاں وضع کر کے نفاذ کی ذمہ داری شوہر کے سپرد کر دی ہے تاکہ ان میں سے کسی کو شرمندگی اٹھانی نہ پڑے اور دونوں کو ان کو ازدواجی زندگی پر جمنے کا موقع دے علاوہ ازیں چند طریقے درج ذیل ہیں۔

(۱) ابھی گذر چکا ہے کہ یہ اسلامی سزائیں عورت کی فطرت کی مناسبت سے مقرر کی گئی ہیں جن میں پہلے درجہ پر وعظ و نصیحت ہے یہ تادیبی کاروائی ان عورتوں کے لئے مناسب ہے اور بہت ہی موزوں ہے جن کے مزاج میں خیر کا عنصر شر کے عنصر پر غالب ہے اور جن کا ذہن و دماغ اچھی بات کو قبول کرنے کیلئے ہر وقت کھلا رہتا ہے اس قسم کی عورتیں جب اپنی غلطی سے آگاہ ہو جاتی ہیں تو حق بات کی طرف پلٹنے میں کسی قسم کی جھجک یا عار محسوس نہیں کرتیں اور اپنی غلط کاریوں سے فوراً باز آجاتی ہیں لہٰذا شریعت نے ان کو درست کرنے کے لئے وعظ و نصیحت تجویز کیا ہے جو ان کے نا گزیر کی راہ میں بہت ہی مفید ہے۔

(۲) خوابگاہ سے علٰحدگی کی یہ سزا ان عورتوں کے لئے مناسب اور مفید ہے جو اپنے حسن و جوانی کے غلط زعم میں مبتلا ہو کر یہ تصور کر لیتی ہیں کہ مرد جیسا بھی طاقتور ہو، ان کے حسن سے جس قدر مضبوط اور طاقتور ہو وہ ان کے دام فریب سے بچ کر نہیں نکل سکتا۔ بلکہ مرعوب و مسحور ہو کر ان کے اشاروں پر اپنا سب کچھ قربان کر دے گا۔ اس سے ...

خالی عورتوں کے علم میں جن کا تذکرہ کیا گیا ہے بستر سے جدائی کی سزا بالکل نفسیاتی قاعدہ کے مطابق ہے۔

اس کی حکمت سے بحث کرتے ہوئے استاد عقاد نے لکھا ہے۔ ان لوگوں کا خیال غلط ہے جو یہ سمجھتے ہیں کہ عورت خوابگاہ سے علٰحدہ ہونے کے بعد اپنے عار و عصیان سے لطف اس لئے اٹھاتی ہے کہ وہ جنسی منفعت کے فوت ہونے کا نفسیاتی طور پر احساس کرتی ہے اور اس کی تکلیف کو شدت سے محسوس کرتی ہے کیونکہ قرآن کی حکمت اس سزا کو مقرر کرنے میں بہت ہی بلیغ اور موثر ہے۔ عورت اپنی ناروا حرکت سے اس لئے باز آتی ہے کہ بستر کی جدائی اس کو مرد کی قوت، عظمت، حاکمیت یاد دلا کر اس کی اطاعت و فرمانبرداری پر مجبور کرتی ہے۔ جو قدرت، عزم، ارادہ نفسیاتی خواہشات پر قابو پانے کی صورت میں جلوہ گر ہوتی ہے۔ اور اس میں کوئی شک نہیں جو سزا مجرم کے غرور کو پامال کرتی ہے وہ زیادہ موثر اور بلیغ ہوا کرتی ہے۔ یہ ایک تسلیم شدہ حقیقت ہے کہ عورت جسمانی قوت کے لحاظ سے مرد کے مقابل میں بہت ہی ضعیف و نحیف ہے لیکن باوجود وہ خیال کرتی ہے کہ وہ اپنے حسن و جمال اور ناز و ادا کے ذریعہ مرد پر حاوی ہو سکتی ہے۔ اور اپنی طرف مائل کر کے نیز اپنی ذات میں دلچسپی کا سامان فراہم کر کے زیر کر سکتی ہے اور اس طرح سے وہ اپنی جسمانی کمزوری کا بدلہ چکا سکتی ہے۔ اسی فریب خوردگی کے نتیجہ میں عورت کے اندر یہ غرور پیدا ہو جاتا ہے کہ اس کے فتنہ کا مقابلہ نہیں کیا جا سکتا۔ اس لئے جب کوئی مرد عورت کی دلربائی اور فتنہ سامانی کے باوجود جنسی خطرناک صورت حال خوابگاہ سے اسے نظر انداز کر دیتا ہے اور اس کے جرم کی سزا میں بے پروائی کرتے ہوئے اپنے بستر سے جدا کر دیتا ہے تو یہ قوت ارادی عورت کے اس ناقابل تسخیر غلط غرور کو ریزہ ریزہ بنا دیتی ہے اور اس کو اپنے حرکات سکنات اور حالات پر نظر ثانی پر مجبور کر دیتی ہے۔ غرور ٹوٹ جانے کے بعد اطاعت کی تحریک کرتی ہے۔ شوہر کی اطاعت شعاری کے لئے راہ ہموار کرتی ہے کیونکہ وہ جس غلط زعم کی بنیاد پر اکڑ رہی تھی شوہر کی نظر میں بے حقیقت اور بے وقعت ہو چکی ہے۔

اس تفصیل سے یہ بات بخوبی واضح ہو جاتی ہے کہ یہ طریقہ اصلاح تادیب نفسی ہے تادیب جسمانی نہیں جس سے کہ اندر عورت شکست کھانے کے بعد اپنے سارے حربوں سے دست بردار ہو جاتی ہے اس سے کہ وہ اپنا کامل ترین حربہ استعمال کر چکی ہے اور جنگ ہار چکی ہے اور یہ احساس شکست اس کے غرور نفس کو خاک میں ملا دیتا ہے۔

یہاں اس اسلامی سزا کی حکمت بالکل عیاں ہے کہ وہ جرم کی نوعیت کے لحاظ سے پورے طور پر مناسب ہے اس لئے کہ یہ سزا نافرمانی اور سرکشی کے مقابلہ میں موثر کار گر ہے اور اس بیماری کے خاتمہ کے لئے اس سے زیادہ موثر کوئی علاج نہیں ہے کہ وہ نافرمان کے دل میں نافرمانی و سرکشی کی یاد تازہ کر کے اس بات کا احساس پیدا کرتی ہے کہ وہ جس کی نافرمانی کر رہی ہے اس سے زیادہ عزم ارادہ اور قوت کا مالک ہے۔ خوابگاہ کی جدائی عورت کو وہی بھولی ہوئی حقیقت یاد دلاتی ہے اور اس احساس کو جگاتی ہے جو بالآخر اسے اپنی گم شدہ اصلیت کی طرف لوٹنے پر مجبور کرتی ہے۔

(۳) عورت کی اصلاح کا تیسرا طریقہ قرآن نے زد و کوب بتایا ہے اس سزا کا نفاذ اس وقت عمل میں آئے گا جب اوپر کی دونوں تدبیریں ناکام ہو گئی ہوں۔ بیوی کا مزاج اس قدر بگڑ گیا ہو کہ وہ لات کے بغیر بات سے ماننے کے لئے تیار نہ ہو۔

مغربی تہذیب و تمدن سے متاثر ایک گروہ کا خیال ہے کہ مار پیٹ جنگلی سزا ہے شخصی آزادی کے خلاف عورت کی کرامت کے منافی اور حضارۃ مدینہ کے موجودہ معیار کے لحاظ سے یہ سزا نامناسب اور غیر موزوں ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ اسلامی شریعت عصر حاضر میں اپنی افادیت کھو چکی ہے۔ موجودہ زمانہ کے مزاج و طبیعت سے اس کے مسائل میل نہیں کھاتے۔ اس لئے ناقابل عمل ہیں۔

جو لوگ اس طرح کا بیہودہ غلط الزام لگا کر شریعت اسلامیہ کی طہارت و عظمت کو داغدار بنانا چاہتے ہیں وہ در اصل اپنی ذاتی عارضی منفعت کی خاطر مسلمانوں کے دلوں میں ان کی شریعت کے خلاف شک و شبہ پیدا کرتے ہیں ورنہ یہ لوگ فی الواقع ابھی تک اسلام کی وسعت و ہمہ گیری کو نہیں سمجھ سکے ہیں۔ اور اس بات سے نا واقف ہیں کہ اسلام کسی خاص ملک، قوم، قبیلہ، خاندان اور گھر کا مذہب نہیں ہے بلکہ اس کی تعلیم عام ہے یہ دنیا کے ہر ملک اور ہر انسان کا مذہب ہے اور اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ دنیا اپنی تمام ترقی کے باوجود جس کے یہ مہذب لوگ دعویدار ہیں اپنے بعض حصہ کو علم و عقل کی روشنی سے مستفیض نہیں کر سکی ہے وہ آج بھی جہالت کی تاریکی میں اسی طرح غرق ہے جس طرح کبھی اس سے پہلے تھا۔

(باقی آئندہ)

جوش ملیح آبادی

سورۂ رحمٰن

ہے فنا انجام انساں کب تجھے ہوش آئیگا
تیرگی میں ٹھوکریں آخر کہاں تک کھائیگا
اس تمرد کی روش سے بھی کبھی شرمائیگا
کیا کریگا سامنے سے جب حجاب اٹھ جائیگا
کب تک آخر اپنے رب کی نعمتیں جھٹلائے گا

صبح کا یہ حسن، یہ سیاروں کی اور یہ فضا!
یہ معطر باغ، یہ سبزہ، یہ کلیاں دلربا
یہ بیاباں، یہ کھلے میدان، یہ ٹھنڈی ہوا!
سوچ تو کیا کیا کیا ہے تجھ کو قدرت نے عطا
کب تک آخر اپنے رب کی نعمتیں جھٹلائے گا

خلد میں حوریں ترے مشتاق ہیں آنکھیں اٹھا
نیچی نظریں جن کا زیور جن کی آرائش حیا
جن کے دامن میں کسی نے بھی نہیں جن کو چھوا
جن کی باتیں عطر میں ڈوبی ہوئی جیسے صبا
کب تک آخر اپنے رب کی نعمتیں جھٹلائے گا

اینٹھ کر تو نے ذرا منہ پھیر کر بہر خدا
بھولتا ہے کیوں اپنی انتہا اور ابتدا
یاد ہے وہ دور بھی تجھ کو کہ جب تو خاک تھا
کس نے اپنی سانس سے تجھ کو منور کر دیا
کب تک آخر اپنے رب کی نعمتیں جھٹلائے گا

سبز گہرے رنگ کی بیلیں چڑھی ہیں جابجا
نرم شاخیں جھومتی ہیں رقص کرتی ہے صبا
پھل وہ شاخوں میں لگے ہیں دلفریب و خوشنما
جن کا ہر ریشہ ہے قند و شہد میں ڈوبا ہوا
کب تک آخر اپنے رب کی نعمتیں جھٹلائے گا

پھول ہیں خوشبو بھری جنگل کی بوٹی میں دوا
بحر سے موتی نکالے تھا درخشاں خوشنما
آگ سے شعلہ نکالا، ابر سے آب صفا
کس سے ہو سکتا ہے اس کی بخششوں کا حق ادا
کب تک آخر اپنے رب کی نعمتیں جھٹلائے گا

ہر نفس طوفان ہے ہر سانس ہے اک زلزلہ
موت کی جانب رواں ہے زندگی کا قافلہ
مضطرب ہر چیز ہے جنبش میں ہے ارض و سما
ان میں قائم ہے تو تیرے رب کے چہرے کی ضیا
کب تک آخر اپنے رب کی نعمتیں جھٹلائے گا

صبح کے شفاف تاروں سے برستی ہے ضیا
شام کو رنگین شفق کرتا ہے اک محشر بپا
چودھویں کے چاند سے بہتا ہے دریا نور کا
جھوم کر برسات میں اٹھی ہے متوالی گھٹا
کب تک آخر اپنے رب کی نعمتیں جھٹلائے گا

بقیہ اور جب غربت ختم ہو گئی

یہ اندیشہ ہوتا ہے کہ کہیں آئندہ غرور و نخوت نہ پیدا ہو جائے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے جواب میں لکھا۔

حساب کتاب کے بعد جب جنتی جنت میں اور دوزخی دوزخ میں پہونچ جائیں گے۔ اور باری تعالیٰ جنتیوں سے اپنی خوشنودی کا اظہار کریں گے۔ تو جنتی بے ساختہ پکار اٹھیں گے
الحمد للہ الذی صدقنا وعدہ
اللہ کا ہزار ہزار شکر ہے جس نے ہم سے اپنا وعدہ سچا کیا۔

جس طرح جنتی جنت کی فارغ البالی و آسودگی اور سب سے بڑی خوشی پا کر بے ساختہ خدا کا شکر ادا کریں گے تم اپنے ہاتھوں سے ان کی نعمتیں بھرو اور انہیں تعلیم دو کہ وہ ان نعمتوں کی قدر کریں اور اپنے رب کا شکر ادا کریں۔ (سیرۃ ابن عبدالحکیم)

ان چند واقعات کا تعلق حضرت عمر بن عبدالعزیز کے دور خلافت سے ہے تاریخ کا مطالعہ کیجئے تو معلوم ہوگا کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز سے پہلے خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں اسلامی حکومت کا دائرہ جن ملکوں تک وسیع ہوا تھا ہر جگہ خوشحالی اور فارغ البالی کا دور دورہ تھا۔

چنانچہ اسلامی معاشیات کے ماہر ابو عبید لکھتے ہیں:
حضرت معاذ بن جبل حضرت عمر بن خطاب کے دور خلافت میں یمن کے گورنر تھے۔ ایک سال حضرت معاذ نے یمن کی تہائی زکوٰۃ دربار خلافت میں روانہ فرمائی۔ حضرت عمر کو سخت ناگوار ہوا۔ آپ نے انہیں خط لکھا۔ تمہارا کام محصول وصول کرنا نہیں ہے۔ اس لئے آئندہ جہاں سے زکوٰۃ وصول کرو وہیں خرچ کرو۔ حضرت معاذ نے جواب میں فرمایا۔ چونکہ یہاں اب کوئی شخص ایسا نہیں جو زکوٰۃ قبول کر سکے اس لئے رقم آپ کے پاس روانہ کر رہا ہوں۔ اتفاق سے حضرت معاذ نے آئندہ سال دو تہائی اور اس کے بعد والے سال میں مرکز کو رقم ارسال فرمائی۔ اور جب حضرت عمر نے حسب سابق تنبیہ کی تو آپ نے جواب میں عذر پیش کر دیا کہ یہاں کوئی زکوٰۃ لینے والا نہیں ہے۔
(کتاب الاموال ابو عبید)

تاریخ کے چند ورقوں سے

اودھ اور روہیل کھنڈ کی جنگ دراصل شیعہ سنی کی جنگ تھی

روہیل کھنڈ کے پٹھانوں کو دہلی سے خاص تعلق اور حضرت شاہ ولی اللہؒ سے خصوصی عقیدت بھی جس کے اسباب بیان کرنے کی یہاں گنجائش نہیں۔ لہٰذا روہیل کھنڈ میں کتاب و سنت کی اشاعت اور اس پر عمل درآمد کا زیادہ موقع ملا۔ صفدر جنگ حاکم اودھ چونکہ شیعہ اور ہندوستان بھر کے شیعوں کا پیشوا تسلیم کیا جا سکتا ہے۔ لہٰذا اودھ اور روہیل کھنڈ کی جس قدر لڑائیاں ہوئیں ان کا اصل سبب یہی مذہبی اختلاف تھا۔ اس مذہبی اختلاف بلکہ مخالفت نے بڑا طول کھینچا۔ نجیب الدولہ فرمانروائے نجیب آباد اور حافظ رحمت خاں فرمانروائے بریلی سچے متبع سنت اور شیعیت سے سخت متنفر تھے۔ نجیب الدولہ نے دارانگر میں بر لب دریائے گنگ ایک عالیشان مدرسہ تعمیر اور جاری کر کے دینی تعلیم کو روہیل کھنڈ میں خوب رواج دیا۔ حافظ الملک حافظ رحمت اللہ خاں حاکم بریلی نے شیعہ مذہب کی تردید میں ایک کتاب لکھی۔ صفدر جنگ نے اپنے سنی ہمسایوں سے انتقام لینے اور روہیل کھنڈ و فرخ آباد کو برباد کرنے کے لئے مرہٹوں کو شمالی ہند میں فوجیں لانے کی ترغیب دی اور روہیل کھنڈ کے سنی پٹھانوں نے مرہٹوں کے مقابلے میں اپنی پوری طاقتیں صرف کیں۔ آخر دہلی پر مرہٹوں کا قبضہ ہوا۔ احمد شاہ درانی کی آمد اور پانی پت کی تیسری عظیم الشان جنگ نے مرہٹوں کا زور توڑا اور چند روز کے لئے اودھ کے شیعوں اور صفدر جنگ کے جانشین شجاع الدولہ کو مرعوب و خاموش ہونا پڑا لیکن فوراً ہی مذہبی عصبیت بلکہ تعصب جوش میں آیا۔ مرزا نجف خاں تربیت کردہ شجاع الدولہ نے دہلی میں بادشاہ پر اپنا اثر قائم کیا۔ شجاع الدولہ نے انگریزی فوجوں کو اپنی مدد کے لئے بلایا۔ نجف خاں اول شاہی فوجیں لے کر دہلی سے نجیب آباد کی طرف روانہ ہوا۔ اور چند روز کے بعد شجاع الدولہ انگریزی لشکر کے ساتھ بریلی کی طرف بڑھا۔ تمام روہیل کھنڈ کو روند ڈالا۔ اور ان پٹھانوں کی بربادی کے ساتھ ہی دہلی کی سلطنت اسلامیہ کا بھی خاتمہ ہو گیا۔ بارہویں صدی ہجری کے آخر میں روہیل کھنڈ کے پٹھان انگریزوں اور اودھ کے شیعوں کی متفقہ کوشش سے برباد ہوئے۔ اور اس کے بعد ہی تیرھویں صدی کے ابتدائی حصہ میں سلطان حیدر علی کی قائم کی ہوئی زبردست سلطنت نظام حیدرآباد اور انگریزوں نے مل کر برباد کی اور ٹیپو سلطان ابن حیدر علی کو جام شہادت نوش کرنا پڑا۔ ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات [illegible] اور انگریزوں نے دہلی پر اپنا قبضہ قائم کیا۔ ہندوستان کے دوسرے صوبوں میں بھی اسی قسم کے حالات پیش آئے اور پنجاب کے سوا باقی تمام ہندوستان میں انگریزوں کی قیادت قائم ہو گئی۔

جمعیت اہلحدیث کھجری وبابوگنج
ضلع پرتاپگڈھ کا سالانہ تبلیغی جلسہ

۲۲ مئی کو جمعیۃ اہل حدیث کھجری ضلع پرتاپگڈھ کا سالانہ اجلاس منعقد ہوا جس میں مولانا عبدالعزیز صاحب صدر شرقی یوپی، مولانا انعام اللہ صاحب فاروقی ناگپور، مولانا ابوالحسن صاحب اثری، مولانا محمد جان صاحب سلفی تشریف لائے نیز طلبہ جامعہ محمدیہ مئو آئمہ اور دور دراز مہمانوں میں سے پرتاپگڈھ، جونپور اور مئو، الہ آباد کے لوگ بکثرت شریک اجلاس ہوئے بہت مجمع کثیر ہونے کے باوجود جناب ڈاکٹر عبدالرؤف صاحب صدیقی نے کھانے پینے کا بہترین انتظام کیا۔ جلسہ کا آغاز تلاوت کلام پاک سے شروع ہوا۔ بعدہ مولانا عبدالعزیز صاحب نے اصلاح معاشرہ کے عنوان پر ایک مؤثر اور پرجوش وعظ سے سامعین کو مستفیض فرمایا۔ آخر میں مولانا انعام اللہ صاحب فاروقی نے توحید و سنت کے عنوان پر نہایت مؤثر تقریر کی سامعین نہایت سکون کے ساتھ سنتے رہے اس موضع میں جناب منشی عبدالغنی صاحب پردھان کا تنہا گھرانا اہلحدیث ہے۔ ان کے صاحبزادے ڈاکٹر عبدالرؤف صاحب کو تبلیغ و تنظیم سے کافی شغف ہے اور اطراف و جوانب میں مسلک اہلحدیث کی ترویج و اشاعت پر کافی زور دیتے ہیں اور لوگوں میں [illegible] تحریک کا شوق و ذوق پایا جاتا ہے۔ اگر یہ سلسلہ باقی رہا تو انشاء اللہ پورے علاقے میں توحید و سنت کی روشنی پھیل جائے گی۔

دوسرے دن بابوگنج ضلع پرتاپگڈھ میں جلسے کا پروگرام تھا جہاں پر صرف چند گھر اہل حدیث ہیں۔ مولانا عبدالستار صاحب اور مولانا انعام اللہ فاروقی کا کتاب و سنت کی روشنی میں مؤثر خطاب بھی بیان ہوا جس سے سامعین میں غیر اہلحدیث بھی کافی تعداد میں موجود تھے۔ بعد متاثر ہوتے اور دوبارہ اجلاس کے لئے بھی درخواست کی۔

سنہ ۸۰۱ھ میں خانہ کعبہ میں چار مصلّوں کا قیام

سنہ ۸۰۱ھ میں مصر کے بادشاہ فرج بن برقوق چرکسی نے خانہ کعبہ میں سات یا زیادہ مصلوں میں سے صرف چار مصلے باقی رکھے۔ اس زمانہ تک خانہ کعبہ کے سات یا زیادہ مصلوں کو کوئی قابل ذکر اہمیت حاصل نہ تھی ہر شخص جس مصلے پر چاہتا نماز ادا کرتا اور ایک ہی امام کے پیچھے ایک ہی جماعت میں سب نماز ادا کرتے۔ فرج بن برقوق نے چار مصلے اور ہر مصلے کے لئے الگ الگ امام مقرر کر کے چار الگ الگ جماعتوں کا سلسلہ جاری کیا۔ اس زمانہ کے مسلمانوں اور ہر اسلامی ملک کے مسلم علماء نے اس کی سخت مخالفت کی مگر چونکہ حجاز اور مکہ معظمہ پر چرکسیوں کی حکومت تھی۔ لہٰذا یہ بات رفتہ رفتہ سب کو گوارا ہو گئی۔ اس سے تقریباً ڈھائی سو سال پہلے ۶۶۵ھ میں مصر کے بادشاہ ملک الظاہر بیبرس نے مصر میں حنفی شافعی، مالکی، حنبلی چار قاضی مقرر کر کے چار فقہی مذاہب کو مخصوص متعین کیا تھا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ باقی فقہی مذاہب کی شہرت و معرفت جاتی رہی، ورنہ اس سے پہلے اور بھی متعدد فقہی مذاہب مشہور و مروج تھے۔

دربار خلافت میں اعتقادی کشمکش

خلیفہ واثق باللہ عباسی کے بعد متوکل علی اللہ سنہ ۲۳۲ھ میں تخت نشین ہوا۔ حضرت حسینؓ کے مزار پر لوگوں نے مکان تعمیر کر کے اس کے قریب مسافر خانہ بھی بنا دیا تھا اور اس کی زیارت کے لئے دور دور سے لوگ آتے تھے۔ متوکل علی اللہ عباسی نے حضرت حسینؓ کی قبر کو بت اور بت خانہ کی حیثیت اختیار کرتے ہوئے دیکھ کر اور اس کی مخالفت کو شرعی اور سیاسی دونوں اعتبار سے ضروری خیال فرما کر سنہ ۲۳۶ھ میں ایک شاہی حکم کے ذریعہ لوگوں کو زیارت کے لئے سفر کرنے سے منع کیا اور قبر کے ارد گرد جو مکانات (زائرین بطور مہمان خانہ) بنے ہوئے تھے ان کو بھی مسمار کرا دیا۔

اسی سال خلیفہ متوکل نے مصر کے حنفی قاضی القضاۃ کو موقوف کر کے اس کی جگہ شافعی قاضی القضاۃ مقرر کیا۔ اس زمانہ میں حنفی مالکی وغیرہ مذاہب اس طرح مشخص و متعین نہ ہوئے تھے جیسے کہ آج ہیں۔ امام ابوحنیفہؒ کے سلسلہ تلامذہ میں سے جو شخص قاضی مصر تھا۔ اس کی جگہ اس شخص کو مامور کیا گیا جو امام شافعیؒ کے سلسلہ تلامذہ میں شامل تھا۔ اب تک مصر میں فقہ حنفی کا رواج ترقی کر رہا تھا۔ لیکن سنہ ۲۳۶ھ سے مصر میں فقہ شافعی کے رواج کو ترقی ہونے لگی۔

خلیفہ متوکل علی اللہ واثق و معتصم و مامون کے برخلاف اہل الرائے کو ناپسند کرتا اور اہل حدیث سے زیادہ محبت رکھتا تھا۔ خلق قرآن اور رویت باری وغیرہ مسائل میں بھی وہ مذکورہ بالا خلفاء کا مخالف اور علمائے اہلحدیث کا مرید و معتقد تھا۔ اب تک بغداد، کوفہ وغیرہ تمام عراق میں حضرت امام ابوحنیفہ کے شاگردوں کی کثرت اور انہیں کے فتووں کو ترجیح دی جاتی تھی۔ خلفاء بھی حنفی فتووں اور حنفی فقہ کو پسند کرتے تھے لیکن متوکل علی اللہ سب سے پہلا خلیفہ تھا جس نے امام شافعیؒ کے فتووں کو حدیث کے زیادہ مطابق پاکر ترجیح دی اور علم حدیث کی اشاعت اور علمائے حدیث کی قدردانی و اعانت میں پوری کوشش اور توجہ کے ساتھ مصروف ہوا۔

عجیب اتفاق کی بات ہے کہ متوکل علی اللہ کو جس قدر حدیث کی اشاعت کا شوق۔ اہل الرائے اور شیعہ معتزلہ سے نفرت تھی اس کے ولیعہد بیٹے منتصر کو اسی قدر معتزلہ اور شیعوں سے محبت اور اہل الرائے کی حمایت مد نظر تھی متوکل اس بات کے لئے بھی درپے تھا کہ ترکوں کا زور توڑا جائے اور ان کی فوجی طاقت کو کم کیا جائے۔ لہٰذا ترک سردار بھی متوکل سے خوش نہ تھے۔ متوکل کو جب یہ معلوم ہوا کہ ولیعہد خلافت شیعوں کی جانب مائل ہے تو اس نے اپنے دوسرے بیٹے معتز کو منتصر کے بجائے ولیعہد بنانا چاہا۔ منتصر نے پس پردہ ترک سرداروں سے سازش کی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ متوکل تقریباً چودہ سال حکومت کرنے کے بعد اپنے بیٹے کی تحریک اور ترک سرداروں کے ہاتھ سے مقتول ہوا۔ منتصر نے باپ کے بعد تخت نشین ہوتے ہی علویوں اور شیعوں کے ساتھ رعایتیں کیں۔ حضرت حسینؓ کی قبر کو پھر زیارت گاہ بنایا اور منہدم مکانات تعمیر کرائے لیکن ترک سرداروں نے جو دربار خلافت پر چھائے ہوئے تھے چھ ہی مہینے کے اندر اس کو بھی باپ کے پاس پہونچا دیا۔ اور مستعین باللہ ابن معتصم باللہ تخت نشین کیا۔ ترکوں کے اقتدار نے روز بروز ترقی کی اور عرب اور ایرانی دونوں حیثیتیں ترکوں کے مقابلے میں مغلوب و بے حقیقت نظر آنے لگیں۔

(تاریخ زوال ملت اسلامیہ)

باپ کی زندگی ایک تعلیم ہے

سب سے زیادہ بابرکت اور شریف المرتبت وہ انسان ہے جو کسی محفل میں رونق افروز ہو اس کے پاس اس کے ہم نشین اور ساتھی اور اس کی اولاد بیٹھی ہوئی ہوں۔ اسی اثناء اذان ہو تو وہ فوراً خوش دلی کے ساتھ نماز کے لئے اٹھ کھڑا ہو اپنے ہم نشینوں اور اولادوں کو نماز کا حکم دے پھر وہ فریضۂ الٰہی کی ادائیگی کے لئے کسی مسجد کا رخ کرے۔ تو اللہ تعالیٰ ان کے چہروں کو پرنور اور پروقار بنا دے گا جب بھی لوگوں کی نگاہ ان پر پڑے گی تو اللہ یاد آجائے گا۔ یہ لوگ اپنے لئے اور اپنے ہم نشینوں اور اولادوں کے لئے باعث برکت ہیں۔

اولاد کو نماز کیلئے مسجد لے جانے سے اور نماز کی پابندی پر عمل پیرا کرنے سے نماز کی محبت انسان کے دل میں راسخ ہو جاتی ہے جس سے وہ اپنے رب کا محبوب اور مقرب بن جاتا ہے اور اس کے دنیاوی و اخروی معاملات درست ہو جاتے ہیں۔ نماز ایک بے مثال دوا ہے جس سے اولاد کی بھی درستگی ہوتی ہے اور اس کا فساد جاتا رہتا ہے وہ اسے اللہ کی یاد دلاتی ہے، بے حیائی اور منکرات سے اس کو باز رکھتی ہے۔ لیکن اگر تم نے اپنی اولاد کی تربیت میں ڈھیل دی اور نماز کے ذریعہ اس کی تہذیب و تربیت نہیں کی تو اس کی تربیت کیلئے شیطان اس کا ولی بن جائے گا۔ اور شیطان اس کے دل میں کفر و فسق اور عصیان کاری کی محبت ڈال دے گا۔ چنانچہ ارشاد باری ہے۔

"جو شخص اللہ کے ذکر سے اعراض کرے گا تو ہم اس کے لئے شیطان مقرر کر دیں گے۔ وہی اس کا ساتھی ہو گا۔" اگر باپ نماز ترک کرے تو بیٹا بھی ترک صلوٰۃ میں اسی کو اسوۂ حسنہ بنائے گا۔ کیونکہ باپ اپنی اولاد کے لئے تربیت کا ایک اسکول ہے جب راعی درست ہوتا ہے تو رعیت بھی درست ہوتی ہے۔ راعی میں فساد پیدا ہوتا ہے تو رعیت بھی فساد کا شکار ہو جاتی ہے۔ جب باپ نماز ترک کرتا ہے تو لڑکے بیوی اور لڑکیاں سب ہی نماز ترک کر دیتی ہیں۔ اگر وہ منشیات نوشی کرتا ہے یا تمباکو پیتا ہے تو اولاد بھی پئے گی اسی طرح سے اگر باپ معمولی بات پر لعن طعن اور گالی گلوچ کرتا ہے تو لڑکوں کی بھی زبانیں لعن طعن اور گالی گلوچ میں رواں ہو جائیں گی۔ کیونکہ باپ کی زندگی ایک تعلیم ہے۔ اس کی چھاپ اس کی اولاد کے اخلاق و اطوار پر پڑتی ہے اس کا جرم ہر ایک کا جرم ہے۔ اگر اس نے اپنی اولاد کو خیر کا راستہ نہیں دکھایا۔ اسی طرح سے عورت پر لازم ہے کہ دین کے فرائض کی پابندی کرے اور اپنے بیٹے بیٹیوں کو نماز کا حکم دے کیونکہ وہ ان کے حسن تربیت کی ذمہ دار ہے۔

استاد پرستی کا انجام بد

تیسری صدی کے شروع میں یونانی فلسفہ اور دوسرے علوم کی اشاعت کے سبب اسلامی عقائد زیر بحث آنے لگے تھے اور عقائد کے متعلق اجتہادی اختلافات نے بعض گروہ پیدا کر دئے تھے اسی طرح اعمال و عبادات اور حقوق و فرائض کے متعلق بھی اختلافات نمایاں ہو چکے تھے۔ ان اندرونی اختلافات میں کوئی خطرہ اور اندیشہ اسلام کے لئے نہ تھا بلکہ اسلام نے فطرت انسانی کو مد نظر رکھتے ہوئے ہی اس حکمت کی بنا پر اپنے اندر ایسے اختلافات کی گنجائش رکھی ہے اور اسی اختلاف کو رحمت بتایا ہے۔ لیکن یہ اختلاف رحمت اسی وقت ہو سکتے ہیں جب تک کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کو مطمح نظر رکھا جائے اور اسی کی روشنی میں ایک دوسرے سے اختلاف کیا جائے جب مسلمان کتاب و سنت کی روشنی سے جدا ہو جائیں گے اسی وقت صراط مستقیم سے جدا ہو کر ہلاکت کی راہ پر لگ جائیں گے

ورنہ جب سنت اور خلفائے عہد کو دوسرے فلسفوں اور دوسرے علوم و فنون کی طرف زیادہ متوجہ دیکھ کر علمائے ربانیین نے بھی اکثر کی توجہ اسی طرف مبذول ہو گئی۔ اور کتاب و سنت کی پابندی مسلمانوں میں ڈھیلی اور کمزور پڑ گئی اس کا یہ اثر ہوا کہ عبادات و معاملات سے تعلق رکھنے والے مسائل کے اعتبار سے بھی لوگوں میں گروہ بندی اور عصبیت پیدا ہو گئی اور اس گروہ بندی میں کتاب و سنت کی اہمیت کو فراموش کر کے ہر شخص اپنے ہی استاد اور اپنے ہی گروہ کے فتوؤں کو ترجیح دینے لگا۔ اور تمام تر بحث اسی بات پر صرف ہونے لگی کسی طرح ہمارے استاد اور ہمارے گروہ کا قول صحیح اور درست اور مرجح ثابت ہو۔

واذا دعوا الی اللہ و رسولہ لیحکم بینھم اذا فریق منھم معرضون (النور) اور جب ان کو خدا اور رسول کی طرف بلایا جاتا ہے تاکہ وہ ان کے اختلافات کا فیصلہ کریں تو وہ ان میں سے ایک فریق اس سے گریز کرتا ہے۔

اگر عصبیت اور گروہ بندی پیدا نہ ہوتی تو ہر شخص کی کوشش یہ ہوتی کہ جو قول کتاب و سنت کے موافق ہو اس کو صحیح تسلیم کیا جائے خواہ کسی کا قول ہو۔ اگر یہ آخری بات ہوتی تو ہرگز ہرگز فقہی مذاہب الگ الگ پیدا نہ ہوتے اور مسلمانوں کو صرف مسلمان کہلانے کے سوا حنفی مالکی شافعی وغیرہ نسبتوں کی ضرورت پیش نہ آتی لیکن چونکہ یہی گروہ بندی چونکہ موجود ہو گئی تھی لہٰذا نتیجہ یہ ہوا کہ تیسری صدی کے خاتمہ اور چوتھی صدی کی ابتداء میں چار فقہی مذاہب الگ الگ مشخص ہو گئے اور پانچویں صدی ہجری کے خاتمہ پر خانہ کعبہ میں شافعی اور شیعہ الگ الگ مصلے قائم ہوتے۔ اس سے پہلے کہ مسلمانوں میں مصر میں شیعہ حکومت کا اثر غالب تھا جب مصر کی شیعہ حکومت میں کمزوری نمایاں ہوئی اور خلیفہ بغداد کی سیادت بھی مکہ میں تسلیم کی جانے لگی تو شیعوں اور شافعیوں کے الگ الگ مصلے مقرر ہوئے۔ اس زمانہ کا عباسی خلیفہ چونکہ شافعی مذہب کا پیرو تھا لہٰذا سنی مصلے کا نام شافعی مصلیٰ ہوا۔ چھٹی صدی ہجری کے وسط میں مالکی حنفی حنبلی مصلے بھی الگ الگ قائم ہوئے اور اسی کے قریب زمانہ میں یمن کے شیعہ خاندان زیدیہ نے بھی اپنا الگ مصلیٰ قائم کیا، ایک مصلیٰ کسی سلطان یا اس کے وزیر کے نام سے قائم تھا اس طرح خانہ کعبہ میں سات مصلے قائم ہو گئے۔ جن میں پانچ سنیوں کے اور دو شیعوں کے تھے۔ پانچ سو سال تک خانہ کعبہ میں کوئی خاص مصلے نہ تھے پانچ سو سال کے بعد مسلمانوں نے اس بدعت کو گوارا کر لیا۔

دہلی میں بھی قبول اسلام کا ایک واقعہ

• حال ہی میں مشرقی دہلی کے ایک علاقے کے ایک برہمن خاندان نے اسلام قبول کر لیا۔

بابو گریا جاری نے اپنا نام بدل کر یاد محمد رکھ لیا ہے۔ یہ خاندان مشرقی دہلی کی ایک جھگی بستی میں رہتا ہے جہاں زیادہ برہمن اور مسلمان رہتے ہیں۔

یاد محمد نے عید کے دن عید منانے پر اگر چہ بھی مشتعل کیا، تو اب مکمل بھائی چارہ مسلم ایکتا منچ کے صدر بھیا۔

ان کی بیوی رام دلاری نے اپنا نام رضیہ بیگم رکھ لیا ہے اور لڑکے کا نام بدل کر کرشن کی جگہ قاسم رکھ لیا ہے۔

تعارف و تبصرہ

نام کتاب :	عقیدۃ المؤمن
مصنف :	شیخ ابوبکر جابر الجزائری
مترجم :	نصیر السعد علی
صفحات :	۵۲۸
قیمت :	پچیس روپے

ملنے کا پتہ : - الدار السلفیہ ۱۳۰ محمد علی بلڈنگ بھنڈی بازار بمبئی ۳

کتاب جیسا کہ نام سے ظاہر ہے عقیدے کے موضوع پر ہے۔ اسلام کی بنیادی چیز عقیدہ ہے عقیدہ صحیح ہے تو سارے اعمال درست ہیں۔ عقیدہ صحیح نہیں ہے تو سارے اعمال بیکار ہیں۔ ایک مومن کو کیسا عقیدہ رکھنا ضروری ہے اس کتاب میں اسی عنوان پر پوری جزئیات کے ساتھ بہت تفصیل سے بحث کی گئی ہے۔

عقیدے پر عقلی دلائل اہل ایمان کے رب، قرآن اور دیگر معجزات پر عقیدہ، توحید کی تفصیل عبادت کیا ہے، عبادت کی جملہ اقسام۔ وسیلہ پر مفصل بحث کن کن چیزوں کا وسیلہ لیا جا سکتا ہے۔ شفاعت کی حقیقت۔ ولایت کیا ہے، کرامت کیا ہے۔ جنتیوں کا گروہ کون سا ہے۔ فرشتوں پر ایمان کی تفصیل۔ جنات کی حقیقت۔ اللہ کی کتابوں پر ایمان کی تفصیل انبیاء پر ایمان کی تفصیل۔ آخرت پر ایمان کی تفصیل۔ میدان حشر حساب و میزان۔ پل صراط جنت۔ جہنم اور ان کی نعمتیں و عذاب۔ نیز قضا و قدر پر ایمان کی تفصیل اس کتاب میں قارئین کو ملے گی۔ کتاب جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کے ایک مایہ ناز استاد نے تصنیف کی ہے۔ کتاب بہت جامع ہے اور پڑھنے سے تعلق رکھتی ہے تمام عنوانات پر تفصیل سے ایک انوکھے انداز میں بحث کی گئی ہے۔ کتاب معلومات کا بیش بہا خزانہ ہے عقیدے کی اصلاح کے لئے اس کتاب کا مطالعہ بے حد مفید ہوگا۔

دارالسلفیہ کی کتابت و طباعت نے اس کے حسن کو دوبالا کر دیا ہے اور چار چاند لگا دئے ہیں۔ مترجم نے ترجمانی کا حق ادا کر دیا ہے بڑی سلاست کے ساتھ ترجمہ کیا ہے۔ جس سے ترجمہ کا احساس بالکل نہیں ہوتا۔ کتاب مجموعی طور پر بے انتہا افادیت کی حامل ہے۔ عام پڑھا لکھا بھی اس سے آسانی سے مستفید ہو سکتا ہے۔